بسم اللہ الرحمن الرحیم

جرم توہینِ رسالت .... چند پہلو

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

① آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں اللہ جل شانہ نے وہ تمام انسانی بلند اوصاف و اخلاق جمع فرمادی تھی جن پر ''شرف انسانی'' کی بنیاد قائم ہے اور جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم نے ''وانک لعلی خلق عظیم'' کے بلیغ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں، ایک مسلمان کے لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات، آپ کی سنت و سیرت اور زندگی گزارنے کی ایک ایک ادا، اس طرح قابل تقلید اور محبوب ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی طرف اس کا اسلام اور ایمان نگاہ اٹھانے کی اجازت نہیں دے سکتا، حضور ہی اس کے لئے عقیدتوں اور محبتوں کا چشمہ خیر ہیں اور ان ہی کے نام سے اس کی آبرو قائم ہے، وہ بجا طور پر یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ ''آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است''...... بلکہ اس کی عقیدت اور عقیدے کا معیار یہ ہوتا ہے کہ:

محمد عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است　　　کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور کی سیرت، کسی خاص ملت کا نہیں بلکہ وہ سرمایہ انسانیت ہے، خود غیر مسلم مورخین نے جگہ جگہ اس کا اعتراف و اقرار کیا ہے، ان مورخین اور مصنفین کی ایک طویل فہرست ہے؛ یہاں صرف مشہور فرانسیسی مورخ لامارتاں کی تحریر کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے، وہ اپنی مشہور کتاب ''تاریخ ترکیہ'' میں لکھتا ہے:

''دنیا میں کسی انسان نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نصب العین سے بلند نصب العین اپنے سامنے نہیں رکھا۔ یہ عظیم الشان نصب العین کیا تھا، خدا اور بندے کے درمیان توہمات کے پردے اٹھا دینا، خدا کو انسان کے قلب میں رچا دینا، انسان کو خدائی صفات کے رنگ میں رنگ دینا اور صدہا باطل خداؤں کی بجائے خدا کا منزہ اور مقدس تصور پیش کرنا۔ آج تک کبھی کسی انسان نے اتنے بڑے کام کا بیڑا نہیں اٹھایا، جس کے وسائل اور ذرائع اس قدر محدود ہوں اور مقصد اتنا دشوار اور اس کی قدر سے باہر ہو...... نصب العین کی بلندی، وسائل کی کمی اور پھر نتائج ایسے درخشاں حاصل کرنا اگر یہ کسی انسان کی غیر معمولی قابلیت کا معیار نہیں تو کون ہے، جو اس میدان میں محمد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی دوسرے انسان کو پیش کرنے کی جرات کرسکتا ہے؟ دنیا کے اور بڑے بڑے انسانوں نے صرف اسلحہ، قانون یا سلطنتیں پیدا کیں، وہ زیادہ سے زیادہ مادی قوتوں کی تخلیق کر سکتے جو اکثر اوقات خود ان کی آنکھوں کے سامنے راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ گئیں۔ لیکن اس انسان نے صرف جیوش وعساکر، مجالس قانون ساز، وسیع سلطنتوں، قوموں اور خاندانوں کو ہی حرکت نہیں دی بلکہ ان کروڑوں انسانوں کے قلوب کو بھی، جو اس زمانہ کی آباد دنیا کے ایک تہائی حصہ میں بستے ہیں، اور اس سے بھی زیادہ اس شخصیت نے قربان گاہوں، دیوتاؤں، مذاہب ومناسک، تصورات اور معتقدات بلکہ روحوں تک کو ہلا دیا...... اس نے ایسی قومیت کی بنیاد رکھی، جس نے دنیا کی مختلف نسلوں اور زبانوں کے امتزاج سے ایک امت واحدہ پیدا کر دی۔ یہ لافانی امت اور باطل خداؤں سے سرکشی اور تنفر اور ایک خدائے واحد کے لئے والہانہ عشق ...... اس نے تمام باطل خداؤں کی عبادت گاہوں کو ڈھا دیا اور ایک تہائی دنیا میں آگ لگا دی۔...... ''اس کی پاک زندگی، اس کی توہم پرستی کے خلاف جنگ، مکی دور میں طرح طرح کے مصائب کا حیرت انگیز استقلال اور صبر سے مقابلہ کرنا، پھر اس کی ہجرت اور دعوت رشد وہدایت، خدا کی راہ میں غیر منقطع جہاد، اپنے مقصد کی کامیابی پر یقین محکم اور نامساعد حالات میں اس کی مافوق البشر جمعیت خاطر، فتح وکامرانی میں تحمل وعفو، کسی سلطنت سازی کے لئے نہیں، بلکہ خالص خدائی مقاصد کی کامیابی کے واسطے۔ اس کی شبانہ روز نمازیں، دعائیں، اپنے معبود سے راز ونیاز کی باتیں، اس کی حیات، اس کی رحلت اور بعد وفات اس کی مقبولیت یہ تمام حقائق کس قسم کی سیرت کی گواہی دیتے ہیں۔ عظیم مفکر، بلند پایہ خطیب، پیغامبر، مقنن، سپہ سالار، نہ صرف اجسام بلکہ اذہان وقلوب پر غلبہ پانے والا، صحیح نظریہ حیات کو علی وجہ البصیرت قائم کرنے والا، بہت سی سلطنتیں اور ان سب پر آسمانی بادشاہی کا بانی ...... یہ ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم...... ان تمام معیاروں کو اپنے ساتھ لاؤ، جس سے انسان کی عظمت اور بلندی کو ناپا اور پرکھا جاسکتا ہے، اس کے بعد بتاؤ کہ کیا دنیا میں اس سے بزرگ تر اور کوئی انسان کبھی ہوا ہے''؟

(تاریخ ترکیہ جلد اول، صفحہ: ۲۷۶)

جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کسی مسلمان کی عقیدت ومحبت، بے حقیقت جذباتی نظریہ کی بنیاد پر نہیں، بلکہ یہ اس کے ایمان کا جزء اور اس کے دین کا حصہ ہے، حضور ہی اس کی محبتوں کا محور اور اس کی تمناؤں کی آماج گاہ ہے، حضورؐ ہی کی اتباع اس کے سعی وعمل کے لئے نمونہ بہشت ہے اور اسی میں اس کی ابدی سعادت کا راز مضمر ہے، قرآن کریم نے جگہ جگہ اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے، ارشاد ہے:

﴿قل إن كان اباؤكم وأبناؤكم وإخوانكم وازواجكم وعشيرتكم وأموال اقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومساكن ترضونها أحب إليكم من الله ورسوله وجهاد في سبيله فتربصوا حتى يأتي الله بأمره والله لايهدي القوم الفاسقين﴾

''آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا

کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے بیٹھ جانے کا تم کو اندیشہ ہو، اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو، اگر تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (سزا دینے کے لئے) اپنا حکم بھیج دے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔ (التوبۃ:۲۴)۔

ایک اور آیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا ہے:

﴿وما آتکم الرسول فخذوہ ومانھٰکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ إن اللہ شدید العقاب﴾

"اور رسول جو کچھ تمہیں دے دیا کریں وہ لے لیا کرو، اور جس سے وہ تمہیں روک دیں، رک جایا کرو۔ اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت سزا دینے میں بڑا سخت ہے"۔ (الحشر:۷)

ایک دوسری آیت میں اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے، سر تسلیم خم کرنے کو مؤمنین کا شیوہ بتلاتے ہوئے کہا گیا:

﴿إنما کان قول المومنین اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا واطعنا﴾

"ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب وہ بلائے جاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ (رسول) ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو وہ (ایمان والے) کہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا"۔ (النور:۵۱)

ایک اور جگہ وضاحت کر دی ہے کہ اللہ اور رسول کے فیصلے اور حکم آنے کے بعد کسی مؤمن مرد، عورت کے شایانِ شان نہیں کہ وہ اس کے برعکس من مانی کریں، ایسی صورت میں سوائے تعمیلِ حکم کے اس کے لئے کسی اور راہ کو اختیار کرنے کی گنجائش نہیں، ارشاد ہے:

﴿وما کان لمؤمن ولامؤمنہ إذا قضی اللہ ورسولہ أمرا ان یکون لھم الخیرۃ من أمرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضللا مبینا﴾

"اور کسی مومن مرد یا مومن عورت کے لئے یہ درست نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر کا حکم دے دیں تو پھر ان کو اپنے (اس) امر میں کوئی اختیار باقی رہ جائے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، وہ صریح گمراہی میں جا پڑے گا"۔ (الاحزاب:۳۶)

حضرت انسؓ کی حدیث امام بخاری اور امام مسلم نے نقل فرمائی ہے، کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایؤمن احد کم حتی أکون احب إلیہ من والدہ وولدہ والناس أجمعین.

"تم میں سے کوئی مومن نہیں بن سکتا جب تک اس کو مجھے اپنے ماں باپ، اولاد اور باقی سب لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ ہو"۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم:۱۴، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم:۱۷۷)

②......عہد نبوی کے واقعات:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بعض بدبختوں کی طرف سے گستاخی کا سلسلہ کوئی نیا نہیں، خود عہد نبوی میں دربار نبوت کی بے حرمتی کے واقعات پیش آئے ہیں اور آپ کی ناموس پر کٹ مرنے والی پاکیزہ ہستیوں نے ان دریدہ دہن بدبختوں کو اپنے انجام تک پہنچایا ہے:

......ایک نابینا صحابی کی باندی حضور کی شان میں گستاخی کرتی تھی، وہ ایک رات اٹھے اور تلوار سے اس باندی کا پیٹ چاک کر کے اس کو قتل کر گئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ملی تو فرمایا کہ اس کا خون ہدر اور رائیگان ہے۔

(بلوغ المرام فی احادیث الاحکام، ص:۱۲۳)

......کعب بن اشرف مشہور یہودی رئیس تھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا اور ہجویہ اشعار کہتا، حضرت محمد بن مسلمہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواہش پر جا کر اس کا کام تمام کیا......

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم:۴۰۳۷)

......مدینہ منورہ میں ابوعفک نامی ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں ہجویہ نظم لکھی، حضرت سالم بن عمیرؓ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اشارے پر جا کر اسے قتل کیا......

(سیرۃ ابن ہشام، جلد:۴، صفحہ۲۸۲)

......فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان کر دیا گیا تھا، لیکن شاتم رسول ابن خطل کو معافی نہیں دی گئی، اس نے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑا تھا اور اسی حالت میں اسے قتل کیا گیا، ابن خطل کی دو لونڈیوں کا خون بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رائیگاں قرار دیا تھا کیونکہ وہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ہجویہ اشعار گایا کرتی تھیں۔

(الکامل لابن اثیر:۲/۱۶۹، صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم:۴۰۳۵)

......عصماء بنت مروان شاعرہ تھی اور قبیلہ بنوامیہ سے اس کا تعلق تھا، اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی کی، حضرت عمیر بن عدی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہنے پر جا کر اس کو قتل کیا۔

(سیرت ابن ہشام، جلد:۴، صفحہ۲۸۳)

③......توہین رسالت کی سزا:

عہد نبوی کے ان واقعات سے ایک بات بالکل بے غبار ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ "توہین رسالت" کا جرم ایسا نہیں جس سے چشم پوشی کی جائے یا اس سے درگزر کیا جائے، چنانچہ تمام ائمہ کا اس پر اجماع ہے کہ توہین رسالت کا مجرم

واجب القتل ہے......علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ''حاصل یہ ہے کہ شاتم رسول کے کفر اور اس کے قتل کے درست ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یہی ائمہ اربعہ سے منقول ہے''۔ (جلد۴، صفحہ:۶۴)

فقہ مالکیہ کے مشہور عالم قاضی عیاض رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور تنقیص کرنے والے کے قتل پر امت کا اجماع ہو چکا ہے''۔ (کتاب الشفاء:۲/۲۱۱)

فقہ حنفی کی مشہور شخصیت امام سرخسی رحمہ اللہ شاتم رسول کے قتل پر اجماع نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شتم کیا، آپ کی توہین کی، دینی یا شخصی اعتبار سے آپ پر عیب لگایا، آپ کی صفات میں کسی صفت پر نکتہ چینی کی تو چاہے یہ شاتم رسول مسلمان ہو یا غیر مسلم، یہودی ہو یا عیسائی یا غیر اہل کتاب، ذمی ہو یا حربی، خواہ یہ شتم واہانت عمداً ہو یا سہواً، سنجیدگی سے ہو یا بطور مذاق، وہ دائمی طور پر کافر ہوا، اس طرح پر کہ اگر وہ توبہ بھی کرلے تو اس کی توبہ نہ عنداللہ قبول ہوگی نہ عندالناس اور شریعت مطہرہ میں متاخر ومتقدم تمام مجتہدین کے نزدیک اس کی سزا اجماعاً قتل ہے''۔ (خلاصۃ الفتاویٰ:۳/۲۸۶)

بعض مغرب زدہ مسلمان دانشوروں نے ''تنقید اور توہین'' کا شوشہ چھوڑ کر اس بات پر جوز ور دیا ہے کہ مسلمانوں کو تنقید اور توہین کا فرق ملحوظ رکھنا چاہیے، توہین رسالت کی تو گنجائش نہیں لیکن تنقید پر مسلمانوں کو جذبات میں نہیں آنا چاہیے، یہ درست نہیں، منصب نبوت ہر قسم کی تنقید سے بلند ہے، انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور حضور سید الانبیاء ہیں، منصب نبوت کی طرف کسی قسم کی انگشت نمائی یا تنقید ''توہین رسالت'' ہی کے زمرے میں آتی ہے، امت کے جلیل القدر علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، یہ دانشور اگر ان کتابوں کا بغور مطالعہ کرلیں تو انہیں مستشرقین کے دائرہ اثر سے نکلنے کا موقع مل جائے گا، علامہ تقی الدین سبکی کی کتاب ''السیف المسلول علی من سب الرسول'' علامہ ابن الطلاع اندلسی کی تالیف ''اقضیۃ الرسول'' مشہور حنفی عالم، علامہ زین العابدین شامی کی ''تنبیہ الولاۃ علی احکام شاتم خیر الأنام'' اور علامہ ابن تیمیہ کی شہرہ آفاق تصنیف ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول''......اس موضوع پر ایسی کتابیں ہیں جنہوں نے کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا اور سب اس پر متفق ہیں کہ بارگاہ رسالت میں کسی بھی قسم کی تنقید کی سزا موت اور قتل ہے۔

چنانچہ جب اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ تھا اور مسلمانوں کی عدالتیں دشمنوں کے دباؤ سے آزاد تھیں، تب کوئی ایسا واقعہ پیش آتا تو مجرم موت کی سزا پاکر کیفر کردار تک پہنچ جاتا بلکہ نویں صدی کے وسط میں اندلس کے اندر ''شاتمین رسول'' نے ایک جماعت کی شکل اختیار کرلی تھی لیکن مسلمان قاضیوں نے کوئی نرمی نہیں برتی اور اس کیس کے ہر مجرم کو سزائے موت دی، یولوجیس نامی عیسائی اس گروہ کا سربراہ تھا اور اس کی سزائے موت کے ساتھ ہی مسلم ہسپانیہ میں اس بدبخت جماعت کا خاتمہ ہوا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے، تاریخ ہسپانیہ، جلد ا، صفحہ:۲۰۰)

☆......☆

(جاری ہے......)